جناب اسرار عالم صاحب (دہلی)

جاہلی نظام کا فساد اور مہلکات

ایسی حالت میں قابل غور امر یہ ہے کہ آخر اس نظام دوراں کی قیادت میں عالم انسانیت کہاں جا رہا ہے؟ اس کا انجام کار کیا ہونے والا ہے یا کیا کچھ ہو سکتا ہے؟ اس اعتبار سے ایک مسلم امت ہونے کی وجہ سے امت محمدیہ کی کیا ذمہ داری ہے؟ یہ سوالات ضرور ایسے ہیں جو پوچھے جانے چاہئیں اور امت مسلمہ کو ان کے متعلق ضرور غور و فکر اور سعی و جہد کرنی چاہیئے۔

اس ذیل میں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روئے زمین پر اس جاہلی نظام نے کیسا اور کس درجے کا فساد برپا کر دیا ہے۔ اس لیے کہ اصلاح اسی پیمانے کی ضروری اور موثر ہوگی جس پیمانے کا فساد ہے اور جہاں تک فساد پر اصلاح کو اور جاہلیت پر حق کو ظاہر اور غالب کرنے کی بات ہے تو اصلاح کو فساد سے زیادہ درجے کی اور قوی تر ہونی چاہیئے۔

اس اعتبار سے غور کرنے پر مندرجہ ذیل صورتحال سامنے آتی ہے۔

۱۔ نظام دوراں کے جاہلی اقدار نے انسان کے جملہ شعبہ ہائے حیات کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔

۲۔ انسان نے مادی اور مادے سے متعلق فنی میدان میں اپنی زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے مقابلے میں غیر متوازن ترقی کی ہے۔

۳۔ نظام دوراں کی جاہلی قدروں کے سبب، فضا، کرۂ ہوا، کرۂ آب، کرۂ ارض، جمادات، نباتات حیوانات اور ماورائے ارض اور ارض کی باہمی استقامت کے توازن (ATMOSPHERE, BIOSPHERE HYDROSPHERE INORGANICS PLANTS ANIMATES ASTRO-PHYSICAL BALANCE) میں زبردست فساد برپا ہو گیا ہے۔

۴۔ انسان کی روحانی، طبعی، نفسیاتی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، تہذیبی، ثقافتی اور اخلاقی زندگی میں زبردست فساد برپا ہو گیا ہے۔

۵۔ دنیا سمٹ گئی ہے اور انسان انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطح پر طوعاً یا کرہاً مسابقت یا تکاثر

کے لیے موت وحیات کی جنگ (WAR OF ATTRITION) لڑ رہا ہے۔

۴۔ ایسی انارکی کی جنگ میں ائمۃ الکفر کی ایک چھوٹی جمعیت ساری زمین، اس پر پائے جانے والے ذی روح اور غیر ذی روح قوت اور وسائل پر اپنی سیاسی، نفسیاتی، معاشی، معاشرتی، تہذیبی ثقافتی اور اخلاقی جباریت اور آمریت قائم کرنے کے درپئے ہے۔

گویا اس اعتبار سے اس کا شدید اندیشہ ہے کہ آئندہ صدی دراصل خطرات یا مہلکات کی صدی ہوگی جس کے انجام کو قرآن کے الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

ولما جاء امرنا (ھود ۵۸) اور جب ہمارا حکم (عذاب کے لیے) پہنچا۔

جسے اسی آیت میں عذاب غلیظ (ھود ۵۸) سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ سارے عذابات اور مہلکات اس لیے آتے ہیں کہ۔

لیذیقھم بعض الذی عملوا (الروم ۴۱)

وہ مہلکات جن کا شدید اندیشہ پیدا ہو چکا ہے لازمی نتیجہ ہیں اس روش کا جس پر یہ معاصر نظام سارے عالم کے لوگوں کو چلا رہا ہے یا چلنے پر مجبور کر رہا ہے۔

یہ مہلکات بنیادی طور پر دو قسموں کے ہیں۔

(۱) روئے زمین پر نسل انسانی کی بقاء کے تعلق سے۔

(۲) اور روئے زمین پر نسل انسانی کی فلاح کے تعلق سے۔

نسل انسانی کی بقاء کے تعلق سے خطرہ یہ ہے کہ اگر انسانوں کی یہی روش برقرار رہی تو آئندہ صدی تک روئے ارض نسل انسانی کی بقاء، تعمیر اور افزائش کے قابل نہ رہ جائے گی۔

نسل انسانی کی فلاح کے تعلق سے خطرہ یہ ہے کہ اگر معاصر دنیا کے انسان خواہ وہ کسی معاشرے سے تعلق رکھتے ہوں اسی روش پر چلتے رہے جس کی قدریں یہ جاہلی نظام متعین کرتا ہے تو آئندہ صدی تک دنیا روحانی، طبعی، نفسیاتی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، تہذیبی، ثقافتی اور اخلاقی طور پر چند جباروں یا ایک جباریت کی صد فی صد غلام ہو کر رہ جائے گی اور لوگوں کے جملہ نجی اور اجتماعی حقوق براہ راست یا بالواسطہ سلب کر لیے جائیں گے اور خدا ناآشنا ظالم افراد کی ایک مختصر جمعیت ان پر چنگیزی کے ساتھ حکومت کرے گی۔

یہ بات محض ادعائیہ نہیں۔ اس حقیقت کا احساس خواہ محکوم افراد کو نہ ہو لیکن نظام عصر کے

ذہین لوگوں کو ضرور ہے جس کا اظہار وہ اپنے طلسم سامری کے مخصوص لب ولہجے[1] میں کرتے رہتے ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں صدر جمی کارٹر کی ہدایات پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے ۱۹۸۰ء میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ میں روئے زمین پر نسل انسانی کی بقا کے تعلق سے کہا گیا۔

"If present trends continue, the world in 2000 will be more crowded, more polluted, less stable ecologically and more vulnerable to disruption than the world we live in now."

("US Global 2000Report to the US President." 1980)

ترجمہ: اگر حالیہ روش اسی طرح برقرار رہی تو ۲۰۰۰ء میں دنیا زیادہ پر ہجوم، زیادہ آلودہ، ماحولیاتی اعتبار سے کم مستحکم اور باآسانی تباہ ہو جانے کے قابل ہو جائے گی اس دنیا کے مقابلے میں ہم ابھی سانس لے رہے ہیں۔

---

[1] "طلسم سامری کے مخصوص لب ولہجے" سے مراد کوئی شاعرانہ تفنن نہیں ہے بلکہ اس جاہلی نظام کی مخصوص قوت اور اس کے اسلحہ خانے کا ایک مخصوص ہتھیار ہے جس سے خائف ہونا اور بچنے کی تدابیر کرنا تو دور کی بات تقریباً سارا کا سارا مشرق حتیٰ کہ تحریک اسلامی کے بیشتر حلقہ جات بالکلیہ اس زلف گرہ گیر کے اسیر ہو چکے ہیں۔ اور وہ ہے علم وخبر کے حصول وتحفیظ اور انتشار کی معامر قدر کو اس عہد میں اپنے لیے لازم قرار دینا جس کے تحت مغربی طرز کے تحقیقی مواد کو جمع کرنا، محفوظ رکھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا، مغربی طرز کی احصائیات کو جمع کرنا، محفوظ رکھنا اور اس سے فائدہ اٹھانے کو ناگزیر قرار دینا، اور مغربی طرز کے ذرائع ابلاغ یعنی ریڈیو، ٹی وی، اخبار، کتاب (اشاعت)، اشتہارات، تمثیل، نغمہ اور فلم کو مفید ہی نہیں ناگزیر سمجھنا۔ اور یہ نتیجہ ہے علم وخبر کے حصول، تحفیظ اور انتشار کے طریقوں، آلہ جات اور ادارہ جات کو مجرد اور خیر وشر سے پاک سمجھ لینے کا اور اس بات کا کہ اصل خرابی تو اس کے استعمال کرنے والے اور برتنے والوں کی ہے اور یہ کہ اگر یہ سب کچھ اہل حق کے ہاتھوں ہو تو اس میں خیر ہی خیر ہے۔ حالانکہ اہل علم اگر غور فرمائیں تو وہ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ایسا خیال محض سطحی غور وفکر کے سبب ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ علم وخبر کے حصول وتحفیظ اور انتشار کے طریقوں، آلہ جات اور اداروں کے پیچھے وہ معامر قدر ہے اور جس کی جاہلیت اس کی رگ وپے میں خون کی طرح رواں ہے جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے اور یہ قدر بنیادی طور پر انسان کو یقین پر قائم رہنے نہیں دیتا بلکہ مجبور کرتا ہے کہ وہ یقین پر ظن کو راجح قرار دے جس کے تحت (MISINFORMATFON) کا ایک لامتناہی مرئی اور غیر مرئی نظام حرکت کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ انسانی زندگی کا ہر شعبہ ظنیات کی زمین پر ایستادہ کر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح انسانی زندگی کی معادلت کا ہر عامل متغیر ہو کر رہتا ہے۔

یہی رپورٹ روئے زمین پر انسانی فلاح کے تعلق سے کہتی ہے ۔

"Though there would be greater material output including production of food, the worlds people will be as poorer in many ways that it is to-day."

ترجمہ: اگرچہ (آئندہ صدی میں) زیادہ مادی پیداوار ہوگی بشمول غذائی پیداوار کے ۔ دنیا کے لوگ مختلف حیثیتوں سے زیادہ غریب ہوں گے جتنا کہ وہ آج ہیں ۔

اور اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوتے ان کے عزائم اس طرح درج کیے گئے ہیں جنہیں صدر امریکہ کے نام اور اس مملکت کو مخاطب کرتے ہوئے یوں بیان کیا گیا ہے ۔

"Vigorous, determined, new initiatives are needed if worsening poverty and human suffering, environmental degradation, and international tension and con flicts are to be avoided."

"As era of unprecedented co-operation and commitment is essential."

"..... priority for the United States is to co-operate generously and justly with other nations in seeking solutions."

ترجمہ: "افلاس، انسانی تکالیف، ماحولیاتی انحطاط اور بین الاقوامی کشیدگی اور تصادمات کی بگڑتی صورت حال سے بچنے کے لیے زبردست مستحکم اور نئے اقدامات کی ضرورت ہے"

"تعاون اور تعہد کے بے نظیر عہد (کا شروع کرنا) لازمی ہے۔"

"ریاست متحدہ امریکہ کے لیے ترجیح اس بات کی ہے کہ وہ اس حل کی تلاش میں دوسرے ممالک کے ساتھ مخیرانہ اور منصفانہ تعاون کرے"۔ [1]

---

[1] ممکن ہے ان الفاظ اور بیان کو دیکھ کر کسی کو یہ گمان ہو کہ یہ نہایت تعمیری، خوشگوار اور انسانی طریق کار ہے جاہلیت کے اسی دجل کو گزشتہ صفحات میں "طلسم سامری کا مخصوص لب ولہجہ" کہا گیا ہے ۔ رڈیارڈ کپلنگ تو بے سلیقہ شاعر تھا ۔ جس نے بھونڈے طریقے سے اس کا استعمال کیا تھا اس نے کہا تھا ۔

(Take-up the white Man's burden - / And reap his old reward:/ The blame of those ye better, / The hate of those ye gaurd. (The white Man's Burden).

ورنہ اہل علم وہ اعلان بخوبی جانتے ہیں جو امریکی صدر ولیم میک کنلے نے فلپائن سے متعلق کیا تھا

یہ تو محتاط ترین اظہار خیال ہے جسے بے پناہ ساحری کے ساتھ تیار کیا گیا ہے ورنہ حقیقت تو اس قدر سنگین ہے کہ اس کے تصور سے ہی دل کانپ اٹھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا اپنی بقا اور فلاح دونوں اعتبار سے تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے۔ لیکن سوال ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟ اس سوال کا صرف ایک ہی جواب ہو سکتا ہے، یہ لازمی نتیجہ ہے اس جاہلیت خالصہ کا جس کے رگ و پئے توحید، رسالت اور آخرت کے انکار کے خلیوں سے بنائے گئے ہیں، جس کے تحت انسانی عقل کل کا درجہ رکھتی ہے، جہاں عقل اور تمام انسانی اعمال تابع ہیں اس قوت کے جسے انسانی خواہش کہتے ہیں جو انسان کو لازماً شتر بے مہار بنا کر چھوڑتی ہے۔

یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا احساس صرف مشرقی ذہن ہی کر سکتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مغرب میں بھی ایسے افراد ہیں جنہیں اپنی حقیقت کا علم ہے اور وہ بسا اوقات اس کا اظہار بھی کرتے ہیں University of Michigan کے Henryk Skolimowski کہتے ہیں۔

"We are the most powerful civilization that ever existed."

وہ آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"The craving for power over things (and over other people, that are reduced to things) is a part of a tanscendental yearning, is an attempt to identify with a larger scheme of things ....."

ترجمہ: "اشیاء پر قدرت (اور اسی طرح دوسرے انسانوں پر جنہیں اشیاء کی سطح تک لا دیا گیا ہے) کی خواہش (اس مغربی قوم کی) حقیقی اور فوق الوجودی خواہش کا ایک حصہ ہے، یہ ایک سعی ہے اشیاء کے وسیع تناظر میں اپنی علامت قائم کرنے کی۔

وہ آگے کہتے ہیں۔

"Out of the many possible connotations and Menifestation of power, we have chosen to enshrine one particular embodiment: power conceived as brute force for the purpose of control and domination. It is this particular Menifestation of power that has become interwoven into a larger structure called western secular civilization; and it is this form of power that causes havoc and is 'most dangerous'."

ترجمہ: طاقت و قوت کے متعدد ممکنہ دلالات اور مظاہر ہیں، ہم لوگوں نے اپنی مخصوص تجسید کو سمونے کی کوشش کی ہے۔ یعنی حصول قوت بطور قوت قاہرہ جس سے کنٹرول اور اقتدار حاصل ہو اور برقرار رہے، طاقت کا یہ وہ مخصوص مظہر ہے جو اس وسیع و عریض عمارت میں ہم جا

پیوست ہوگیا ہے جسے مغربی سیکولر تہذیب کہتے ہیں۔ اور یہی وہ شکل ہے جو خوف کا سبب ہے اور جو نہایت خطرناک ہے۔

بغیر کسی لاگ لپیٹ کے وہ مزید کہتے ہیں کہ یہ ایک نئی ایمانیات (Eschatology) ہے۔ اس کی تشریح فرماتے ہوئے وہ کہتے ہیں۔

> "The elevation of the myth of power to its present and dangerous position (in western civilization) has happened because western man has given up one form of salvation and has embarked (in the post Renaissance times) on other form. The idea of salvation was removed from heaven and placed squarely on earth. In time, this salvation came to signify gratification in earthly terms alone. This meant using the earth, mastering the earth, subjugating the earth. The enjoyment of the fruit of the earth was only a part of the scheme; the other part was the enjoyment of power over the earth, over nature, over things."
>
> (Henryk Skolimowski)'; 'The reality and illusion of power; SEMINAR, DELHI, 323, July 1986).

ترجمہ: "تصور قوت کا ارتفاع اپنی موجودہ خطرناک شکل میں (مغربی تہذیب میں) اس لیے ہوا ہے کہ مغربی انسان نے نجات کے ایک طریقہ کو ترک کرکے (مابعد نشاۃ الثانیہ عہد میں) دوسرے طریقے کو اختیار کرلیا ہے۔ نجات کا تصور آسمان سے ہٹا دیا گیا ہے اور پوری طرح زمین پر قائم کردیا گیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نجات کا یہ تصور ارضی اشیاء پر قدرت اور استمتاع ہی میں منحصر ہوچکا ہے۔ اس کا مفہوم ہے زمین کا استعمال کرنا، زمین پر قدرت حاصل کرنا، زمین کو مفتوح کرنا، زمین کے متاع سے لطف اندوز ہونا تو صرف اس وسیع اسکیم کا ایک حصہ ہے اس کا دوسرا حصہ ہے اقتدار وقوت قاہرہ کا لطف لینا زمین پر، فطرت پر، اشیاء پر۔" [1]

سب کے تعامل سے پیدا ہونے والی صورتحال روز بروز انتہائی تشویشناک ہوتی جارہی ہے۔ سیاسی طور پر دنیا کے ممالک اپنا مقتدرانہ استقلال کھوتے جارہے ہیں۔ مغربی علم وخبر کے حصول، تحفظ اور انتشار کے آلہ جات اور اداروں کا استعمال کرنے والے، ان پر بھروسہ کرنے والے اور انہیں حرف آخر نہیں تو کم از کم قابل استدلال سمجھنے والے عموماً انہیں بھول بھلیوں میں کھو جاتے ہیں جس میں ساحر الموط انہیں رکھنا چاہتا ہے۔ دنیا میں (Sovereignty) کی بدلتی ہوئی تعریف اور حقیقی

---

[1] مذکورہ غلبہ بر زمین واشیاء کا اسلامی تسخیر کائنات سے کوئی علاقہ نہیں۔

صورتحال کے متعلق عموماً یہ رائے قائم کی جاتی ہے کہ عصر حاضر کی دنیا میں انسانیت کے خیالات فروغ پا رہے ہیں، ملکوں میں اور قوموں میں تعاون بڑھ رہا ہے اور لوگ اس درجہ بلند ہو چکے ہیں اور رفتہ رفتہ بلند ہوتے جا رہے ہیں کہ محدود تعصبات کو ترک کر کے عالمی انسانیت کے جذبات اختیار کرتے گئے ہیں۔ اور یہ بڑھتا ہوا تعاون اس درجہ بالیدہ ہو چکا ہے کہ لوگ عالمی نظام حکومت (Global Form of Government) کی بات کرتے لگے ہیں اور اب ان میں اس قدر توسع آگیا ہے اور فی الواقع اب یہ اس قدر ناگزیر ہے کہ محدود تعصبات کے بجائے دنیا کے ممالک اپنے استقلال اور اقتدار اعلیٰ کے کچھ حصے سے دست بردار ہو جائیں اور اسے ایک عالمی نظام کے حوالے کر دیں [1]۔ حالانکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے Jean Bodin (1530-96) کا De La Republique میں بیان کردہ تصور اقتدار اعلیٰ ہو یا ہوگو گروٹیس کا (De Jure Belli ac Pacis) میں بیان کردہ یا (E.H.Cohen) کا تصور جدید یہ سبھی ایک ہی سفر کے مراحل و منازل ہیں۔ ایک نئی استعماریت کی یہ عبوری اور موقتی شکلیں ہیں۔

(UNO) اور اس کے اعضا، "اقوام متحدہ کا منصوبہ برائے عالمی کنٹرول برائے جوہری قوت، (United Nations Plan for the International control of AE) شومن منصوبہ (Schuman Plan)

یورپی معاشی معاشرہ (EEC)، یورپی مشترکہ منڈی، یورپی پارلیمنٹ وغیرہم اس کی سیال شکلیں ہیں معاشی صورتحال اور بھی تشویشناک ہے۔ اگرچہ ان اعداد و شمار پر قطعاً بھروسہ نہیں کیا جا سکتا جو اسی نظام فکر کے ذرائع علم و خبر کی دین ہیں۔ ان کا بیشتر حصہ غلط اطلاع دینے (Misinformation) اطلاع نہ دینے (Uniformation) کو سلب کر لینے (Disinformation) نامعلومات کی غلط توجیہ کر کے غلط فہمی پیدا کرتے (Misinterpretation) معلومات کی حقیقی صورتحال زاویہ، وزن، ترجیحات وغیرہم کو مسخ کر کے اس کے توازن کو اپنے حق ( ) بنا کر پیش کرنے یا کم از کم اس طریقہ کار کی افراط و تفریط سے پُر ضرور رہے ہیں کا تذکرہ تاریخ کی زبان میں اس طرح کیا گیا ہے۔

> "The western attitude is typical of their style of fixing the starting points of History on events which suit their convenience."

---

[1] حالیہ دنوں میں ایک صاحب نے اس توضیح کو راہ دیتے ہوئے ایک عجیب و غریب استدلال فرمایا ہے پہلے تو آپ نے اقتدار اعلیٰ کے شعبوں، درجوں اور پہلوؤں کی فہرست دی پھر فرمایا کہ چونکہ عہد حاضر میں کوئی بھی حکومت اس اقتدار اعلیٰ کا دعویٰ نہیں کرتی جو حاکمیت اللہ کا لازمہ ہو لہٰذا عہد حاضر میں کسی بھی حکومت کو باطل کہنا صحیح نہیں ہوگا۔

ترجمہ: مغربی طرز اس اعتبار سے عجیب ہے کہ وہ تاریخ کے کسی واقعے کے نقطۂ آغاز کو اس طرح متعین کرتا ہے جو ان کے اعتبار سے مفید مطلب ہو۔

تاہم یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ اعداد و شمار اس اعتبار سے پیش نہیں کیے جا رہے ہیں کہ ان میں مغرب اور مغربی نظام کے لئے تاویل کی گنجائش نکل سکے اور اس سے خوش گمانی کو تقویت ملے۔ اس سے کچھ ذیل میں استفادہ کیا جاتا ہے۔

متعدد ذرائع کے جمع کردہ اعداد و شمار کے مطابق دنیا کی نصف آبادی کے پاس روزانہ صرف ایک وقت کے بقدر کھانے کا سامان ہے۔ دنیا کے تقریباً قابل لحاظ ۱۶۰ ملکوں میں سے ۱۵۰ ممالک میں ۲۵ فی صد بچے پانچ سال کی عمر سے پہلے پہلے مر جاتے ہیں۔ دنیا کی تقریباً ۸۰ کروڑ آبادی کے پاس قوت لایموت سے زیادہ سامانِ زندگی میسر نہیں۔

دنیا کے ۱۵۰ سے زیادہ ممالک بیرونی قرضوں میں ملوث ہیں۔ ۱۴۰ سے زیادہ ممالک بیرونی قرضوں کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں۔ ان ملکوں پر محدود اندازے کے بقدر ۱.۲ ٹریلین ڈالر ..... (1 Trillion = 1 Million x Million x Million) کا قرض ہے۔ ۱۹۸۳ء میں تجارتی بنکوں (Commercial Banks) کے کل دعوے ان ملکوں پر ۲۲۵ ملین ڈالر سے زائد تھے۔ اور ان میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۸۲ء میں صرف ڈیبٹ سروسنگ (Debt Servicing) یعنی سود اور استہلاک دین (Interest and amortisation) کی ادائیگیاں ترقی پذیر ملکوں کی کل برآمدات کی ۱۶ فیصد تھیں۔ یہ ادائیگیاں صرف دو سال قبل یعنی ۱۹۸۰ء میں ۱۱ فیصد تھیں۔

بین الملکی تجارتی ادارے (Multinationals or MNCs) ان ملکوں میں زیادہ سے زیادہ دخیل ہوتے جا رہے ہیں۔ اب ان کی حیثیت ترقی یافتہ ملکوں کے ہراول دستے کی ہے۔ تین سو سال قبل صرف ایک برطانوی تجارتی ہراول دستے کی تباہ کاریاں مشرقی اقوام کو یاد ہوں گی۔ آج عصر حاضر میں ان ہراول دستوں کی تعداد ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔ ان کی قوت، وسعت اور دائرہ کار کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا میں ۸۰۰ سے زائد ایسے MNCs ہیں جن میں سے ہر ایک کا سالانہ 100 Turnover ملین ڈالر سے زائد ہے۔ ان میں سے ۸۰ فیصد سے زیادہ کا تعلق برطانیہ، مغربی جرمنی، فرانس اور ریاستہائے متحدہ امریکہ سے ہے۔

دنیا میں پائی جانے والی دوسری مالی اور اقتصادی ادارے جن سے اکثر افراد خوش گمان ہیں۔ دراصل اس پورے نظام کے معین و مددگار ہیں۔ ان اداروں میں خصوصیت سے جن کا نام لیا جا سکتا ہے وہ ہیں: عالمی بینک (World Bank)، عالمی مالی فنڈ (IMF) یوروپی مشترکہ منڈی EEC اور (OECD) ہیں۔

دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان کی طرف سے قابلِ قدر پیشکش

خیر الفتاویٰ

مدارس اور طلبہ کے لئے خصوصی رعایت

جلد اوّل، دوم، سوم

قیمت مکمل سیٹ مجلد ۶۶۰ روپے

مُرتبہ : مولانا مفتی محمد انور مدظلہ

جلد اول : ایمان وعقائد، سُنّت وبدعت، سلوک واحسان، حدیث وتاریخ۔

جلد دوم : از کتاب الطہارت ـــ تا ـــ ما یتعلق باحکام المسجد

جلد سوم : از کتاب الجمعہ ـــ تا ـــ کتاب الزکوٰۃ

جامعہ خیر المدارس ملتان کا دارالافتاء عالم اسلام بالخصوص پاکستان میں اپنی محققانہ اور معتدل رائے کی بنا پر ایک خصوصی مقام رکھتا ہے۔ یہاں سے جاری کردہ فتاویٰ پورے ملک میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ خیر الفتاویٰ انہی فتاویٰ میں سے اہم ترین فتاویٰ کا ایک وقیع انتخاب ہے، اور حضرت مولانا خیر محمد علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ رح اور حضرت مولانا مفتی عبد الستار مدظلہ کی ۴۰ سالہ محنت کا ثمرہ ہے۔ تمام جلدیں ختم ہو جانے پر تینوں جلدیں مکتبہ امدادیہ نے اپنے روایتی معیار اور عمدہ کاغذ پر شائع کی ہیں۔

مکتبہ امدادیہ

فون ۹۶۵۴۴

ٹی۔ بی ہسپتال روڈ۔ ملتان۔ پاکستان